لوگ یتیموں کے مال ظلم سے کھاتے ہیں سوا اس کے نہیں وہ اپنے پیٹوں میں آگ کھاتے ہیں عنقریب وہ جلتی آگ میں داخل ہوں گے۔

عبداللہ امرتسری روپڑی

امارت کا بیان

جاہلیت کی موت

سوال ۔ اگر کوئی فی زمانہ کوئی کسی امام یا امیر سے بغیر بیعت کئے ہوئے مرجائے تو اس کی موت جاہلیت کی ہوگی یا نہیں؟ اور وہ مسلمان ہے یا نہیں۔

جواب ۔ اگر امام ہو تو اس کی بیعت ضروری ہے اگر نہ ہو تو دوسری حدیث میں ارشاد ہے۔ فَاعْتَزِلْ تِلْكَ الْفِرَقَ كُلَّهَا وَلَوْ أَنْ تَعَضَّ بِأَصْلِ الشَّجَرَةِ حَتّٰى يُدْرِكَكَ الْمَوْتُ (مشکوٰۃ کتاب الفتن) یعنی ان تمام فرقوں سے الگ ہو جاؤ خواہ تجھے درخت کی جڑ کھانی پڑے یہاں تک کہ تجھے موت آجائے یا لے۔ اس حدیث کا مطلب آج کل بعض یہ سمجھتے ہیں کہ اگر امام نہ ہو تو درخت کی جڑ ضرور کھانی چاہیئے۔ اصل میں یہ لوگ زبان کے محاورہ سے ناواقف ہیں۔ ورنہ ظاہر ہے کہ ایسی کلام سے مبالغہ مقصود ہوتا ہے بلکہ بعض دفعہ ایسے محل پر ناجائز کام کا ذکر بھی ہوتا ہے چنانچہ اس حدیث میں یہ الفاظ بھی آئے ہیں۔ تَسْمَعُ وَتُطِيعُ الْأَمِيرَ وَإِنْ ضُرِبَ ظَهْرُكَ وَأُخِذَ مَالُكَ یعنی امیر کی تابعداری کر خواہ تجھے دُرّے مارے اور تیرا مال چھین لے یعنی امیر خواہ ظلم کرے تیری طرف سے اطاعت ہی ہونی چاہیئے۔ دیکھئے ظلم ناجائز ہے۔ مگر مبالغہ کے لئے اس کا ذکر کر دیا ہے نیز ان بعض حدیثوں کا ذکر تو بطور جملہ معترضہ کے تھا۔ ہمارا مقصد یہ ہے کہ موت جاہلیت کا وعید امام کے موجود ہونے کی صورت میں ہے ورنہ نہیں۔ اب چونکہ امام نہیں اس لئے وعید بھی نہیں۔ اگر کہا جائے کہ سلطان ابن سعود اس وقت امام موجود ہے۔ اس کے ہاتھ پر بیعت ہونی چاہیئے۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ بیعت کی ضرورت اس وقت ہے جب امام مطالبہ کرے۔ ورنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مبارک میں بھی بہت لوگ ویسے مسلمان ہو جاتے تھے آپ نے ان کو بیعت کے لئے ارشاد نہیں فرمایا چنانچہ ثمامہ بن اثال کا واقعہ مشکوٰۃ باب حکم الاسراء میں موجود ہے۔ اس نے ویسے ہی کلمہ شہادت پڑھ دیا۔ اس طرح فصل رابع مشکوٰۃ

میں مذکور ہے کہ سہیل بن بیضاء کا اسلام آپ نے ویسے ہی قبول فرمالیا۔ اس قسم کے بہتیرے واقعات ہیں، جن سے ظاہر ہوتا ہے کہ ہر وقت بیعت ضروری نہیں بلکہ مطالبہ کے وقت ہے۔ ہاں سلطان ابن سعود سے بیعت ہو جاتے تو بہتر ہے تاکہ شک و شبہ سے انسان نکل جائے اگر وہاں پہنچ نہ سکے تو شاہ محمد شریف سے کر لے کیونکہ ان کی امارت کو سلطان ابن سعود نے برقرار رکھا ہے اور ان کے ساتھ بیعت کرنے کو قبول کر لیا ہے جس سے یہ ہندوستان میں نائب کے حکم میں ہو جاتے ہیں مگر اصل بیعت اطاعت ہے اور ہر طرح کی ہمدردی اور معاونت ہے اگر یہ بات نہ ہو تو یہ سلسلہ ہی فضول ہے۔

امام کیلئے شرطِ قرشیت

سوال :۔ امام کے لئے شرط قرشیت ضروری ہے یا استحبابی؟ اگر علم و فضل و شجاعت کا ہونا بھی امام کے لئے ضروری امر ہے تو پھر امام پنجاب مولوی محمد شریف صاحب ان اوصاف کے اہل ہیں یا نہیں؟ دین محمد موضع سنانہ ضلع انبالہ

جواب :۔ ظاہر حدیث الائمۃ من قریش دلالت کرتی ہے کہ شرط قرشیت ہے اور ضروری ہے اور جمہور کا مذہب بھی یہی ہے اور آیت کریمہ ان اللہ اصطفاہ علیکم وزادہ بسطۃ فی العلم والجسم خدا نے طالوت کو تم پر برگزیدہ کیا ہے اور علم و جسم میں اس کو زیادہ کیا ہے، سے معلوم ہوتا ہے کہ تقوی علم فضل اور شجاعت بھی ضروری ہے۔ مگر سوال تو آپ کا خلافت کبریٰ سے متعلق ہے شاہ محمد شریف صاحب کا ذکر بے محل آپ نے کس طرح کر دیا؟ شاہ محمد شریف صاحب کی امارت خلافت کبریٰ نہیں۔ بلکہ یہ صغریٰ امارت سے مشابہ ہے کیونکہ یہاں حکومت غیر ہے خلافت کبریٰ یہاں نہیں ہو سکتی۔ امامت دو طرح کی ہے ایک صغریٰ ایک کبریٰ قرشیت جن کے نزدیک شرط ہے، وکبریٰ کے لئے ہے صغریٰ کے لئے کوئی شرط نہیں۔ کیونکہ حدیثوں میں آیا ہے کہ آپ نے غیر قریش کو بھی امیر بنا کر بھیجا چنانچہ ابو موسیٰ اشعری کی حدیث و دیگر احادیث صحاح ستہ وغیرہ میں مشہور ہیں، ہندوستان میں امامت صغریٰ ہے کبریٰ نہیں امامت کبریٰ مستقل حکومت کا نام ہے اس ملک میں مستقل حکومت نہیں ہو سکتی البتہ پنچاتی حکومت ہو سکتی ہے جو ماتحت ہے جو غیر قریشی تجویز کرتے ہیں وہ ماتحت ہونے کی وجہ سے کہتے ہوں گے۔ ہاں غیر قریشی زبردستی مستقل حاکم

بن جائے تو اس کی تابعداری بالاتفاق ضروری ہے کیونکہ حدیث میں ہے اگر نک، کان کٹا غلام بھی تم پر امیر بنایا جائے تو اس کی تابعداری کرو۔ عبداللہ امرتسری روپڑی

امیر یا مامور کے سوا دوسرے کا وعظ کرنا

سوال۔ کیا امیر یا مامور کے سوا کسی دوسرے کو وعظ کرنے کی اجازت ہے؟ اس لئے کہ حدیث میں ہے لَا يَقُصُّ إِلَّا أَمِيرٌ أَوْ مَأْمُورٌ أَوْ مُخْتَالٌ وعظ نہیں کرتا مگر امیر یا مامور یا متکبر صحیح ہے یا نہیں

جواب۔ اس حدیث کی دو سندیں ہیں ایک ابوداؤد میں ہے اس میں عباد بن عباد ایک راوی ہے اس کی نسبت تقریب میں لکھا ہے صَدُوقٌ يَهِمُ وافحش ابن حبان فیہ فقال يستحق الترك یعنی سچا ہے وہم کرتا ہے اور ابن حبان نے ان پر سخت جرح کی ہے اور کہا ہے کہ یہ ترک کے لائق ہے دوسری سند دارمی میں ہے اس میں عبداللہ بن عامر راوی ہے امام احمدؒ، ابوزرعہ رح، نسائی رح اور بخاری رح وغیرہ سب نے اس کو ضعیف کہا ہے اور ابن حبان کہتے ہیں يُقَلِّبُ الْأَسَانِيدَ وَالْمُتُونَ وَيَرْفَعُ الْمَرَاسِيلَ (تہذیب التہذیب جلد ۵) یعنی یہ راوی سندوں اور متون کو الٹ پلٹ کرتا ہے اور مرسل کو مرفوع یعنی مسند کر دیتا ہے گویا یہ عباد بن عباد سے بھی زیادہ ترک کے لائق ہوا پس یہ حدیث صحت کو نہیں پہنچ سکتی۔ ہاں اگر تقریب میں صَدُوقٌ يَهِمُ کے الفاظ پر نظر کی جائے تو یہ حدیث حسن ہو سکتی ہے مگر ابن حبان رح کی تجریح کے ساتھ ملائی جائے تو پھر حسن کے درجے سے بھی گر جاتی ہے بہر صورت یہ حدیث کوئی تسلی بخش چیز نہیں اس کے علاوہ یہ خبر ہے نہی نہیں کیونکہ نہی بنانے کی صورت میں لازم آتا ہے کہ مختال (متکبر) بھی وعظ کے لئے مامور ہو اور جب خبر ہوئی تو حصر حقیقی نہیں رہ سکتا، کیونکہ یہ واقعہ کے خلاف ہے کیونکہ کئی واعظ نیک نیت وعظ کرتے ہیں نہ وہ امیر ہیں، نہ مامور نہ مختال پس یہ حصر اکثری ہوگا۔ یعنی اکثر واعظ اگر امیر یا مامور نہ ہوں تو وہ مختال ہوتے ہیں۔ پس اس سے بغیر اذن امیر کے وعظ کی ممانعت نہ نکلی۔ عبداللہ امرتسری روپڑی

يُقَاتَلُ مِنْ وَرَائِهِ سے کونسا جہاد مراد ہے۔

سوال۔ حدیث اَلْإِمَامُ جُنَّةٌ يُقَاتَلُ مِنْ وَرَائِهِ (مشکوٰۃ) امام ڈھال ہے اس کے سہارے

پر جنگ ہوتا ہے اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ کمزور جس کے ہاتھ میں تلوار نہ ہو وہ امام ہونے کے قابل نہیں۔ امامیہ فرقہ اس کا یہ جواب دیتا ہے کہ یہاں قتل حقیقی مراد نہیں بلکہ مجازی مراد ہے جیسا کہ حدیث مار بین یدی المصلی میں لفظ فَلْيُقَاتِلْهُ آیا ہے جس سے مراد ہے کیا یہ صحیح ہے؟

جواب۔ اس حدیث میں فَلْيُقَاتِلْهُ کو مدافعت کے معنی میں لینے پر قرینہ موجود ہے چنانچہ اسی حدیث کی بعض روایتوں میں یہ لفظ وارد ہے فَلْيَجْعَلْ يَدَهُ فِي صَدْرِهِ فَلْيَدْفَعْهُ (نیل الاوطار جلد اول صفحہ ۲۵) یعنی گزرنے والے کی چھاتی پر ہاتھ رکھ کر اس کو دھکا دیدے اور حدیث اَلْإِمَامُ جُنَّةٌ میں سیفی جہاد نہ ہونے پر کوئی قرینہ نہیں پس بغیر قرینہ کے حقیقی معنی کس طرح ترک کیا سکتا ہے! نیز قتال کے معنی آپس میں قتل کے ہیں اور دھکا کی سے بھی کبھی قتل واقعہ ہو جاتا ہے تو یہ قریب قریب حقیقی معنی ہی رہے پس جہاد لسان کو اس پر قیاس کرنا درست نہیں۔ عبداللہ امرتسری روپڑی

بیعت اور تقلید

سوال۔ بیعت درحقیقت تقلید کے مترادف ہے چونکہ تقلید بھی ایک شخص کی پیروی اور بیعت بھی ایک شخص کی کی جاتی ہے لہذا یہ ناجائز ہونی چاہیئے۔ دوسرا یہ کہ خلفاء کی بیعت اس لئے تھی کہ وہ حاکم وقت تھے۔ اب کوئی مسلمان حاکم وقت نہیں، لہذا جنگی بیعت جائز نہیں ہے تیسرا ہر جنگ میں بھی بیعت نہ کرتے تھے۔ چونکہ صلح حدیبیہ سے پہلے جتنے مسلمان جنگ میں شریک ہوتے تھے کوئی بیعت نہ تھی۔ اس لئے جنگ کی بیعت بھی ضروری نہ ہوئی۔ شاہ ولی اللہ نے جو اپنی کتاب قول الجمیل میں تحریر فرمایا ہے کہ بعض عورت اور مردوں نے مختلف مقامات پر مختلف مقاصد مندرجہ ذیل پر بیعت کی۔ میدان جنگ میں ثابت قدمی پر۔ غیر اللہ سے سوال کرنے پر۔ نوحہ نہ کرنے پر۔ مگر یہ باتیں نبوت سے پہلے بھی حرام تھیں

جواب۔ بیعت کو تقلید کے مترادف کہنا غلطی ہے آپ نے مترادف کہنے کی وجہ یہ بتلائی ہے کہ جیسے تقلید ایک شخص کی پیروی ہے اسی طرح بیعت بھی ایک شخص کی پیروی ہے مگر آپ نے اس بات پر غور نہیں کیا کہ جب کسی کو امیر بناتے ہیں تو اس وقت بھی ایک ہی شخص (امیر) کی پیروی ہوتی ہے تو کیا امارت کا تسلیم کرنا بھی ناجائز ہے اصل میں تقلید کہتے ہیں کسی کے قول کو بغیر

دلیل کے یا بغیر دلیل کے یا بغیر معرفت دلیل کے حجت شرعی سمجھنا اور بیعت میں یہ بات نہیں کیونکہ بیعت امراء کی ہوتی ہے مگر ان کی اتباع تقلید نہیں ہاں پیری مریدی کی بیعت مروجہ کو تقلید کہا جائے تو یہ ایک طرح سے صحیح ہے مطلقاً تقلید کہنا غلط ہے ایک غلطی آپ نے یہ بھی کی ہے کہ شاہ ولی اللہ صاحب کی عبارت میں سوال نہ کرنے پر بیعت کا ذکر ہے اس کے متعلق آپ نے اپنے خیال کا اظہار کیا ہے کہ غیر اللہ سے سوال منع ہے حالانکہ کوڑا گر جائے تو اس کے لئے سوال منع نہیں مگر چونکہ صحابی نے مطلقاً سوال نہ کرنے پر بیعت کی تھی اس لئے وہ کوڑے تک کا بھی سوال نہ کرتے بلکہ خود اتر کر پکڑتے ہاں یہ کہنا آپ کا صحیح ہے کہ بیعت ضروری نہیں۔

عبداللہ امرتسری روپڑی

ہندوستان سے ہجرت

سوال۔ ہندوستان میں انگریزی راج ہے یہاں بہت سے احکام شرعی بوجہ سرکار متروک ہو رہے ہیں کوئی شخص نہ پابندی کر سکتا ہے نہ کرا سکتا ہے اب جو شخص امام ابن سعود کے حق ہوتے ہوئے اس کی جائز بیعت نہ کرے کیا وہ جاہلیت کی موت نہ مرے گا۔

جواب۔ احکام دو طرح کے ہیں ایک حکومت سے تعلق رکھتے ہیں ایک انفرادی جن کا حکومت سے تعلق نہیں، پہلی قسم کے ہم مکلف نہیں جیسے حدود وغیرہ دوسری قسم کے ہم ہندوستان میں ادا کر سکتے ہیں۔ جیسے نماز روزہ وغیرہ بلکہ بہت سے جماعتی کام بھی کر سکتے ہیں۔ جن سے حکومت تعرض نہیں کرتی۔ اس لئے ہجرت فرض نہیں۔ جو صحابہ رضی اللہ عنہم حبشہ گئے تھے۔ وہ سولہ سال حبشہ میں رہے رسول اللہ علیہ وسلم کے ہجرت کرنے کے بعد بھی چھ سات سال وہاں رہے اس طرح ہندوستان کو سمجھ لیں ہاں اگر ابن سعود مطالبہ کرے تو اس صورت میں فرض ہو سکتی ہے۔ اور بیعت بھی مطالبہ کی صورت میں فرض ہوتی ہے۔

عبداللہ امرتسری روپڑی

مسلم فاجر کی امارت

سوال۔ کیا مسلم فاجر کی امارت بہتر ہے یا کافر مشرک کی حکومت؟

جواب۔ مسلم فاجر کی امارت کافر مشرک کی حکومت سے بہتر ہے کیونکہ وہ دار الاسلام ہے

ملی دین کا خطرہ ہو تو کفر کے ملک میں جا سکتا ہے جیسے غزنوی خاندان نے غزنی سے ہجرت کی۔

عبداللہ امرتسری روپڑی

بغیر امارت کے زندگی گزارنا

سوال۔ کیا اسلام میں انفرادی زندگی بلا سردار و امام کے گزارنا اس کا ثبوت ہے یا نہیں حالانکہ حدیث میں ہے۔ لَا يَحِلُّ لِثَلَاثَةٍ يَكُونُونَ بِفَلَاةٍ مِنَ الْأَرْضِ إِلَّا أَمَّرُوا عَلَيْهِمْ أَحَدَهُمْ رواه احمد كذا فى المنتقى۔

جواب۔ صحاح ستہ میں یہ حدیث موجود ہے کہ اگر مسلمانوں کا امام نہ ہو تو فَاعْتَزِلْ تِلْكَ الْفِرَقَ كُلَّهَا۔ ان جن باتوں میں ہم امیر مقرر کر سکتے ہیں۔ ان میں کسی کو امیر کو مقرر کر کے منتقیٰ والی حدیث پر عمل ہو سکتا ہے پس ایسا کرنا چاہیئے چنانچہ جمعیت تنظیم اہلحدیث نے کیا ہے ان سے مل جانا چاہیئے۔

عبداللہ امرتسری روپڑی

مکہ مکرمہ میں حضور کا امام وقت ہونا

سوال۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب مکہ شریف میں تشریف فرما تھے تو آپ امام وقت تھے۔ یا نہیں اگر تھے تو آپ وہاں حکومت سیاسی کرتے تھے یا نہیں؟ اگر دوسری شق تسلیم ہے تو امام وقت کے لئے ابتداء سیاست ضروری ہے یا نہیں؟

ابو محمد عبدالجبار

جواب۔ امام وقت سے مراد اگر بادشاہ وقت ہے تو آپ بادشاہ وقت نہ تھے۔ کیونکہ وہاں سیاست نہ تھی۔ شاہ ولی اللہ مرحوم نے ازالۃ الخفاء میں لکھا ہے کہ خلیفہ کے لئے سیاست کا ہونا لازمی ہے بے سیاست خلیفہ نتواں شد۔ اگر امام وقت سے مراد نبی اور ہادی ہے تو بے شک آپ مکہ میں ہادی برحق تھے مگر اس سے حکومت لازم نہیں آتی آیۃ کریمہ وَقَالَ لَهُمْ نَبِيُّهُمْ إِنَّ اللَّهَ قَدْ بَعَثَ لَكُمْ طَالُوتَ مَلِكًا اس آیت میں نبی الگ ہے اور بادشاہ الگ ہے گویا نبی بادشاہ پہلے بھی تھا اور بعد میں بھی رہا لیکن سیاست کا وہ کام نہیں کرتا تھا۔

عبداللہ امرتسری روپڑی ۲۶ر مارچ ۱۹۲۲ء

معاویہ رضؓ کے جسم سے قتل کی بو

سوال:- کیا یہ صحیح ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تیرے بدن سے مجھے قتل اہلبیت کی بو آتی ہے؟

جواب:- یہ روایت بالکل بے ثبوت ہے۔

عبیداللہ امرتسری روپڑی

معاویہؓ کا علیؓ کو گالی دینا

سوال:- مسلم جلد ۲ صفحہ ۲۷۸ میں مذکور ہے۔ اَمَرَ مُعَاوِیَۃُ سَعْدًا فَقَالَ مَا مَنَعَکَ اَنْ تَسُبَّ اَبَا التُّرَابِ۔ الحدیث۔ اس حدیث کے ظاہری الفاظ سے واضح ہے کہ حضرت معاویہ رضؓ حضرت حیدر رضؓ کو سب وشتم کیا کرتے تھے اور مسلم جلد ۲ صفحہ ۳۱۰ صحابہ کی سب وشتم پر تحریم باب باندھ کر اس فعل قبیح کی حرمت واضح کی ہے اور حضرت معاویہ رضؓ اس کے مرتکب ہو رہے ہیں تو حضرت معاویہ کے متعلق کیا فتویٰ ہوگا۔

(ب) مذکورہ الصدر حدیث کی شرح میں علامہ نووی رحؒ نے دو قول نقل کئے ہیں۔

اول:- کہ حضرت معاویہ رضؓ کی نیت سعد کو مخاطب سے گالی نکلوانے کی نہ تھی۔ بلکہ مقصود استفسار امتناع عن السب تھا۔

دوم۔ "سَب" کے معنی گالی گلوچ نہیں بلکہ تقاطع وطعن اور حضرت علی رضؓ کے طریق کار کی مذمت وغیرہ ہیں۔

تاویل اول کے متعلق یہ اعتراض واقع ہوتا ہے کہ لفظ امر جو اس لفظ میں مذکور ہے وہ اس امر کا مقتضی ہے کہ اس تخاطب سے مراد حضرت معاویہ رضؓ کی گالی کی ترغیب تھی نہ کہ محض استفسار۔

تاویل دوم کی تغلیط کے لئے ہر دو حضرات معاویہ رضؓ و علی رضؓ کی باہمی مناقشت جو جنگ تک پہنچ چکی تھی۔ کافی معلوم کی جاتی ہے ان شکوک کا ازالہ فرمائیں یا کوئی توجیہ اس حدیث کی تحریر فرمائیں۔

جواب:- امام نووی رحؒ کا پہلا جواب بالکل صحیح ہے آپ نے امام نووی رحؒ کے مطلب

پر غور نہیں کیا. بے شک امر کا لفظ ہے مگر جن الفاظ کے ساتھ امر ہے، وہ یہی مَا مَنَعَكَ اَنْ لَّا تَسُبَّ اَبَا التُّرَابِ " ہیں ان ہی کو راوی نے امر قرار دیا ہے۔ چنانچہ نقال کی فاذ تقسیر یہ ہے سے ظاہر ہے اور ان الفاظ میں امر کی تصریح نہیں مثلًا ظاہراس سے مفہوم ہوتا ہے کہ معاویہ رض یہ چاہتے تھے، مگر دوسرے دلائل کی وجہ سے ایسی کلام کی تاویل ہو سکتی ہے. چنانچہ امام نووی رح نے کر دی ہے۔ رہی یہ بات کہ وہ دلائل کون سے ہیں، سو اول تو وہ صحابی رض ہیں اور اور صحابہ رض پر ہمیں نیک گمان رکھنا چاہیئے۔ دوم معاویہ رض کے متعلق بعض روایات آئی ہیں جن سے معاویہ رض کی فضیلت نکلتی ہے چنانچہ ایک روایت ترمذی میں ہے جس کو ترمذی نے حسن کہا ہے۔ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ هَادِيًا وَّ مَهْدِيًا۔ اس کے علاوہ اگر امر کو اَمَّرَ میم کی تشدید کے ساتھ سمجھ لیا جائے تو پھر امام نووی کی توجیہ بالکل واضح ہے اس صورت میں حدیث کا یہ مطلب ہو گا. کہ حضرت معاویہ رض نے حضرت سعد کو امیر بنایا پھر اس خیال سے کہ میں نے ان کو یہ منصب دیا ہے حضرت علی رض کی نسبت ان کا خیال معلوم کرنا چاہا۔ پس الفاظ مذکورہ کے ساتھ سوال کیا یہ مطلب بالکل واضح ہے صرف اتنی بات ہے کہ سعد رض کے حالات میں حافظ ابن حجر رح نے لکھا ہے کہ فتنوں سے علیحدہ رہے ہیں مگر ہو سکتا ہے کہ حضرت علی رض کے وقت علیحدہ رہے ہوں، جب حضرت علی رض فوت ہوئے اور معاویہ رض کی خلافت صحیح ہو گئی تو اس وقت امیر بن گئے ہوں بہر صورت اس توجیہ میں کوئی سقم نہیں۔ وَلِلّٰهِ الْحَمْد۔

امام نووی رح کی دوسری توجیہ بھی صحیح ہو سکتی ہے کہ نسبتًا (برا کہنے) سے اجتہادی غلطی کی طرف نسبت کرنا مراد ہو یعنی مناقشت جو جنگ تک پہنچ چکی تھی، حالانکہ دونوں قطعاً جنتی ہیں، بلکہ اعلیٰ درجات پر فائز ہیں۔ ان کی مناقشت کو کسی صورت نفسانیت پر حمل نہیں کیا جا سکتا حضرت عائشہ رض کے ساتھ طلحہ رض اور زبیر رض ایسے بڑے بڑے صحابہ رض تھے جن کے حق میں حضرت علی رض کہا کرتے تھے کہ جنتیوں کے حق میں خود خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ وَنَزَعْنَا مَا فِیْ صُدُوْرِهِمْ مِّنْ غِلٍّ (ہم جنتیوں کے دل سے کینہ نکال دیں گے۔ مجھے امید ہے کہ میں ہوں گا اور طلحہ رض اور زبیر رض وغیرہ ہوں گے اور حضرت علی رض کے ساتھ عمار بن یاسر رض تھے وہ لوگوں کو کہتے کہ عائشہ رض دنیا میں بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیوی ہیں اور آخرت میں بھی۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے اس کے ذریعے تمہیں آزمایا کہ تم کس کا ساتھ دیتے ہو عائشہ رض کا یا علی رض کا — غرض مناقشت جنگ تک پہنچنے سے یہ نہیں نکلتا کہ ضرور نفس پرستی

اور دنیا کی جاہ و جلال کی طلب ہی اس کا باعث ہو بلکہ صحابہ رض کے دوسرے حالات پر بھی غور کرنا پڑتا ہے بلکہ بعض صحابی رض ہونا ہی بہت بڑا درجہ ہے صرف اسی پر نظر کی جائے تو ان پر بدظنی مشکل ہو جاتی ہے اور آخر کہنا پڑتا ہے کہ اگر کوئی قصور ہو بھی گیا تو معاف ہے کیونکہ ان کے محاسن ان کے قصوروں پر غالب تھے۔ اور معاویہ رض بالاتفاق صحابہ رض کو گال نہ دو اس سے عمر بن عبدالعزیز رح تابعی جن کو عدل و انصاف اور تقویٰ و پرہیزگاری میں عمر ثانی کہا جاتا ہے لیکن حضرت عمر رض فاروق سے مشابہت دی جاتی ہے انہوں نے معاویہ رض کے برا کہنے والے کو تین کوڑے مارے۔ حالانکہ انہوں نے اپنی خلافت میں کسی کو کوڑے نہیں مارے۔ (استیعاب ابن عبدالبر جلد ۳۔ صد ۴۰۳) خلاصہ یہ کہ جب خدا تعالیٰ نے ہماری تلواروں کو ان کے خون سے سلامت رکھا تو خواہ مخواہ اپنی زبانوں کو ان کی برائی بیان کرنے سے کیوں آلودہ کریں۔ بلکہ ان پر حسن ظن رکھتے ہوئے ہر طرح سے ان کی طرف سے مدافعت کرنی چاہیئے۔ جیسے معانی و بیان کی کتابوں میں لکھا ہے کہ اگر کوئی موحد اَنْبَتَ الرَّبِيْعُ الْبَقْلَ موسم بہار نے سبزہ اگایا۔ کہے تو اس کو مشرک و دہریہ نہ سمجھنا چاہیئے۔ بلکہ اس کے موحد ہونے کی طرف نظر کرتے ہوئے اس قول کا یہ مطلب بیان کرنا چاہیئے کہ اگانے والا تو در حقیقت خدا ہے۔ صرف ظاہری طور پر چونکہ خدا نے موسم بہار کو سبب بنایا ہے اس لئے مجازاً سبب کی طرف اگانے کی نسبت کر دی۔ جیسے کہتے ہیں۔ بادشاہ بادشاہ سے لڑتا ہے حالانکہ لڑنے والی فوج ہوتی ہے مگر چونکہ وہ بادشاہ کے حکم سے لڑتی ہے اس لئے مجازاً بادشاہ کی طرف نسبت کر دیتے ہیں۔ ٹھیک اسی طرح صحابہ رض کے حق میں اس قسم کی عبارت آئے تو ان کی صحابیت اور دیگر فضائل پر نظر کرتے ہوئے اس عبارت کا کوئی مناسب مطلب لے لینا چاہیئے۔ چنانچہ امام نووی رح نے مسلم کی حدیث مذکور میں اسی اصول پر عمل کر کے دو مطلب بیان کئے ہیں۔ جن کی تفصیل اوپر بیان ہو چکی ہے اور ایک تیسرا مطلب یہ بھی ہو سکتا ہے کہ حضرت علی رض کے حق میں معاویہ رض کا پہلے یہی خیال ہو کہ وہ اچھے نہیں۔ مگر جب سعد رض نے حضرت علی رض کے فضائل سنائے جو اس حدیث سے مسلم میں ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حضرت علی رض خدا اور رسول کے محبوب ہیں۔ اور بمنزلہ ہارون ع کے ہیں مگر نبی نہیں وغیرہ) تو پھر معاویہ رض نے بات کو نہیں دہرایا اور پہلا خیال پلٹ گیا۔ بس اس بنا پر بھی معاویہ رض پر کوئی اعتراض نہیں۔ وللہ الحمد

علی رضؓ اور معاویہ رضؓ کے مابین نزاع کا باعث

سوال ۔ اس نزاع کا جو جنگ حضرت علی رضؓ و معاویہ رضؓ کا موجب ہوا اصلی باعث کیا حضرت معاویہ رضؓ کی اجتہادی غلطی تھی یا ذاتی عناد اور طلب وجاہت وغیرہ ؟

جواب ۔ نزاع کا باعث اجتہادی غلطی ہے معاویہ رضؓ کا خیال تھا کہ حضرت علی رضؓ کو سیاست نہیں آتی ۔ چنانچہ استیعاب ابن عبدالبر جلد ۳ ص ۴۰۳ میں مذکور ہے ۔

معاویہ رضؓ کا پسر خود یزید کو خلیفہ بنایا

سوال ۔ حضرت معاویہ رضؓ نے استخلاف (پسر خود یزید) میں کیا انصاف سے کام لیا ؟ اور حضرت معاویہ رضؓ نے جب یزید کو خلیفہ بنایا تھا کیا وہ اس وقت متدین تھا ۔ یا بے نماز وغیرہ اور ان پر دو صورتوں میں کیا اہلبیت پر یزید کو ترجیح دینا صحیح تھا ؟

عبدالرحیم اشرف ویرووال

جواب ۔ یزید کو خلیفہ بنانا انصاف کے خلاف ہے مگر غالباً اس کی وجہ بھی وہی معلوم ہوتی ہے جو خود کو حضرت علی رضؓ پر ترجیح دینے کی وجہ تھی اور یزید کا بے نماز ہونا پایۂ ثبوت کو نہیں پہنچا ۔ اور معاویہ رضؓ کی حیات میں دوسرے عیبوں میں مبتلا ہونا بھی بعید ہے ہاں پوشیدہ کسی وقت کسی بات کا ارتکاب کیا ہو ، تو بعید نہیں ورنہ علانیہ حدود شرعی کو نہیں توڑ سکتا تھا کیونکہ معاویہ رضؓ مسور رضؓ کے پاس گناہوں کے مذاکرہ کے ضمن میں خدا کے ہاں مغفرت کی اُمید کا بڑا ذریعہ اقامت حدود وغیرہ ہی پیش کیا ہے جس سے مسور رضؓ صحابی اتنے متاثر ہوئے کہ جب معاویہ رضؓ کا ذکر آتا تو معاویہ رضؓ کے لئے خیر کی دعا کرتے ۔ (استیعاب ابن عبدالبر جلد ۳ ص ۴۰۱)

بھلا جو شخص اقامت حدود وغیرہ کا اتنا اہتمام کرے کہ یہی ذریعہ نجات سمجھے اس کے گھر میں کھلم کھلا ایسے جرائم کا ارتکاب کیونکر تسلیم کیا جا سکتا ہے ۔ جن میں برملا شریعت کی توہین ہو ۔ حاشا و کلا ۔

عبداللہ امرتسری روپڑی

خلافت علی رضؓ اور شیعہ کا استدلال

سوال :- ایک حدیث مسند احمد سے صاحب تذکیر الاخوان نے نقل کی ہے اس سے بعض شیعہ خلافت اول حق ہونے حضرت علیؓ پر استدلال کرتے ہیں۔ اس کے متعلق آپ روایۃً ودرایۃً توضیح فرمائیں۔ حدیث کے الفاظ یہ ہیں۔

عن علی قال قیل یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مَنْ نُؤَمِّرُ بَعْدَكَ قَالَ اِنْ تُؤَمِّرُوا اَبَا بَكْرٍ تَجِدُوْهُ قَوِيًّا اَمِيْنًا زَاهِدًا فِي الدُّنْيَا رَاغِبًا فِي الْاٰخِرَةِ وَاِنْ تُؤَمِّرُوا عُمَرَ تَجِدُوْهُ قَوِيًّا اَمِيْنًا لَا يَخَافُ فِي اللّٰهِ لَوْمَةَ لَائِمٍ وَاِنْ تُؤَمِّرُوا عَلِيًّا وَلَا اَرَاكُمْ فَاعِلِيْنَ تَجِدُوْهُ هَادِيًا مَهْدِيًّا يَاْخُذُ بِكُمُ الطَّرِيْقَ الْمُسْتَقِيْمَ ۔ الحدیث

کہا گیا یا رسول اللہ! آپ کے بعد ہم کس کو امیر بنائیں۔ فرمایا اگر ابوبکرؓ کو امیر بناؤ تو اس کو امین زاہد دنیا میں اور آخرت میں رغبت کرنے والا پاؤ گے۔ اگر عمرؓ کو امیر بناؤ تو اس کو طاقتور امین پاؤ گے جو اللہ کے بارہ میں کسی ملامت سے نہ ڈرتا ہوگا، اور اگر علیؓ کو امیر بناؤ میں تم کو یہ کرتے نہیں دیکھتا۔ تم اس کو ہدایت دہندہ اور ہدایت یافتہ پاؤ گے وہ تمہیں سیدھے راستے لے چلے گا۔ یہ حدیث صریح بتا رہی ہے کہ حضرت علیؓ طریق مستقیم پر تھے۔ اور ایسا ہی شخص خلیفہ ہو سکتا ہے۔ جو لوگوں کو طریق مستقیم پر چلائے۔ کیونکہ خلافت سے مقصود طریق مستقیم پر چلنا اور چلانا ہے۔ یہ وصف شیخین میں آپ نے ذکر نہیں کیا۔ لہٰذا حق اول خلافت کا حضرت علیؓ کا تھا۔

جواب :- حضرت علیؓ خلافت چاہتے تھے۔ چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے قریب عباسؓ نے حضرت علیؓ کو کہا چلو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے فیصلہ کرا لیں کہ آپ کے بعد کون امارت کا مستحق ہے اگر ہم ہیں تو بہتر ورنہ جو ہو ہمارے حق میں اس کو وصیت کر دیں۔ تو حضرت علیؓ نے کہا کہ اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے امارت کسی اور کے حوالے کر دی تو لوگ ہمیں نہیں دیں گے اس سے حضرت علیؓ کا مقصود یہ تھا کہ امر مبہم رہے گا۔ تو کسی وقت کامیابی کی امید ہے اس طرح حضرت عمرؓ نے جب وفات کے بعد چھ شخصوں کو اس کام کے لئے منتخب کر دیا تھا۔ جن میں حضرت علیؓ بھی تھے تو حضرت علیؓ کو چونکہ خلافت کا کچھ خیال تھا اس لئے انہوں نے حضرت علیؓ کو خلیفہ نہیں بنایا اور عموماً جو شخص حکومت چاہتا ہے اس کا مستقیم رہنا مشکل ہے اس لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ تمہیں مستقیم رستہ پر چلائے گا تاکہ حضرت علیؓ کی خواہش دیکھ

کہ کوئی معاذ اللہ یہ خیال نہ کرے کہ عدالت نہیں کریں گے ہاں یہ بات ضرور ہے کہ جو خواہش کرے اس کو لوگ امیر کم بناتے ہیں چنانچہ آپ نے اشارہ کر دیا کیونکہ خواہش نہ کرنے والا اس پر مقدم ہے اور اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ شیخین میں یہ خواہش نہ تھی۔ اور جو کچھ انہوں نے آپ کے بعد کوشش کی۔ مقصود اس سے فتنہ کا فرو کرنا تھا۔ اگر شیخین انتظام نہ کرتے تو خدا جانے کتنے امارت کے دعویدار بنتے اور کتنے خون ہوتے۔ چنانچہ انصار کے صلاح مشورے ہو رہے تھے۔ اگر حضرت ابوبکرؓ میں خواہش ہوتی تو اس حدیث میں حضرت ابوبکرؓ نے جب حضرت عمرؓ کے ہاتھ پر بیعت کرنی چاہی تھی۔ تو اس بات کو غنیمت سمجھتے اور چونکہ حضرت علیؓ میں خواہش تھی اس لئے ان کو اس مشورہ میں شریک نہ کرنے کا رنج گزرا چنانچہ حضرت ابوبکرؓ جب ان کی صلح ہوئی تو انہوں نے اس رنج کا اظہار کیا۔ ملاحظہ ہو تاریخ الخلفاء وغیرہ۔

عبداللہ امرتسری روپڑی

اَلْاَئِمَّۃُ مِنْ قُرَیْشٍ

سوال: الائمۃ من قریش حدیث کا صحیح مطلب کیا ہے کیا قریشی کے بغیر دوسرا امام نہیں بن سکتا؟

جواب: الائمۃ من قریش یعنی امام قریش سے ہیں یہ جملہ خبریہ ہے اگر اس سے مراد حکم ہو تو پھر قریشی کی شرط ہوگی اور اگر خبر ہو تو اس میں کئی احتمال ہیں۔

۱۔ کمال کی طرف بھی اشارہ ہو سکتا ہے جیسے بعض روایتوں میں اَلْاَذَانُ فِی الْحَبَشَۃِ وغیرہ آیا ہے لیکن اس صورت میں یہ بعض افراد کے لحاظ سے مقام مدح میں ہوگا۔ کیونکہ اذان حبشہ بلالؓ کی تعریف ہے اس طرح ائمہ قریش میں ہونے سے مقصود ابوبکرؓ و عمرؓ ہوں گے۔

۲۔ دوسرا احتمال یہ ہے کہ دوسروں سے وہ امامت کے زیادہ مستحق ہیں۔ ان کو اس میں مقدم رکھنا چاہیئے۔ اور یہ مطلب نہیں کہ اگر کوئی دوسرا امام ہو جائے تو اس کی امامت صحیح نہیں اس کی مثال ایسی ہے جیسے امامت نماز میں ماہر قرآن کو مقدم کرنے کا حکم ہے لیکن اگر اعلم بالسنۃ آگے ہو جائے تو نماز درست ہے۔ ٹھیک اسی طرح امامت کبریٰ امامت مستقل ہے اور حدیث اِنْ اُمِّرَ عَلَیْکُمْ عَبْدٌ مُجَدَّعٌ اس کی مؤید ہے۔ ایک حدیث میں ہے قَدِّمُوْا قُرَیْشًا وَلَا تُقَدِّمُوْھَا وَتَعَلَّمُوْا مِنْھَا وَلَا تُعَالِمُوْھَا او تعلموھا یعنی قریش کو آگے کرو۔ اور ان سے آگے نہ ہو اور ان کو معلم

بنا دو اور ان کے معلم رہو اور ایک حدیث میں ہے قریش کو فرمایا اَنْتُمْ اَوْلَى النَّاسِ بِهٰذَا الْاَمْرِ مَا كُنْتُمْ مَعَ الحق یعنی تم اور لوگوں سے اس امر (امامت کبریٰ) کے زیادہ لائق ہو جب تک حق کے تابع رہو۔ ان دونوں حدیثوں کا مطلب بھی یہی ہو گا کہ وہ زیادہ مستحق ہیں چنانچہ دوسری حدیث میں اولی الناس کے لفظ سے ظاہر ہے

تیسرا احتمال یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مقصود اس حدیث سے اس امر کی خبر دینا ہے کہ قریش میں امامت کبریٰ رہے گی یعنی یہ بطور پیشگوئی واقع ہے یہ حدیث مختلف الفاظ سے آئی ہے۔ ایک حدیث میں ہے۔ لَا يَزَالُ هٰذَا الْاَمْرُ فِي قُرَيْشٍ مَا بَقِيَ مِنْهُمُ اثْنَانِ۔ یعنی امامت کبریٰ قریش میں رہیگی جب تک ان سے دو ہیں اور ایک روایت میں ہے ما بقی من الناس اثنان اور ایک روایت میں ہے بقی في الناس اثنان جبتک ان لوگوں میں سے رہیں یا لوگوں میں سے دو رہیں اور ایک حدیث میں ہے۔ لَا يَزَالُ هٰذَا الدِّينُ وَاصِبًا مَا بَقِيَ مِنْ قُرَيْشٍ عِشْرُونَ رَجُلًا یعنی ہمیشہ یہ دین قائم رہے گا جب تک قریش میں بیس آدمی رہیں۔ اور ایک حدیث میں ہے ان هذا الامر في قريش لا يعاديهم احد الا كبه الله على وجهه ما اَقَامُوا الدِّينَ۔ یعنی امامت کبریٰ قریش میں ہے کوئی ان سے دشمنی نہیں کرے گا۔ مگر اس کو خدا اوندھا کرے گا۔ جب تک دین کو قائم رکھیں۔ یہ تمام الفاظ بخاری مع فتح الباری کتاب الاحکام جزء ۲۹ میں موجود ہیں ان سب کا مطلب یہی ہے کہ امامت کبریٰ قریش میں رہیگی کوئی ان کا مقابلہ نہیں کر سکے گا۔ بشرطیکہ یہ اقامت دین کریں۔ لیکن اس پر شبہ ہوتا ہے کہ ان احادیث میں دو کا لفظ بھی آیا ہے کیا قریش میں دو بھی دیندار نہیں کیونکہ اب ان میں امامت کبریٰ نظر نہیں آتی اس کا جواب یہ ہے کہ حدیث میں اقامت دین کی شرط ہے اور اقامت دین سے مراد یہ ہے کہ وہ اس خاطر امامت کبریٰ کا بار اٹھائیں۔ اب چونکہ اقامت دین کے لئے امامت کبریٰ کا بار اٹھانے کے لئے تیار نہیں ہوتا۔ اس لئے ان میں امامت کبریٰ نہیں رہی۔ اگر کوئی اب بھی اس جوئے کو اپنے کندھے پر اٹھا لے تو خدا اس کی امداد کرے گا۔ اور یہ پیشگوئی اس کے حق میں ضرور پوری ہوگی اور یہ مطلب بھی ہو سکتا ہے کہ خلافت علی منہاج النبوت قریش میں رہے گی جب قریش نے خلافت منہاج النبوت کو ترک کر دیا تو ان سے امامت جاتی رہی اور اس کی تائید طبرانی کی ایک مرفوع حدیث سے بھی ہوتی ہے جس کے الفاظ یہ ہیں كان الملك قبل قريش في حمير وسيعود اليهم یعنی قریش سے پہلے حکومت حمیر (یمن میں ایک قبیلہ) میں تھی اور انہی کی طرف لوٹے گی (فتح الباری مناقب قریش جزء ۱۴)

اور بخاری باب تغییر الزمان میں ہے۔ لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰی یَخْرُجَ رَجُلٌ مِنْ قَحْطَانَ یَسُوْقُ النَّاسَ بِعَصَاہُ "یعنی قیامت نہیں ہوگی یہاں تک کہ ایک شخص قحطان سے نکلے۔ جو لوگوں کو لاٹھی سے ہانکے یعنی بادشاہ بن جائے" بعض نے اس شبہ سے بچنے کے لئے اس کو پیش گوئی کی صورت میں نہیں لیا، بلکہ وہ اس کا یہ مطلب بیان کرتے ہیں، کہ قریش بشرط اقامت دین امامت کے مستحق ہیں۔ یعنی اوروں سے زیادہ حق دار ہیں جیسے احتمال نمبر ۲ میں گزر چکا ہے اور اسی وجہ سے بعض نے امام شافعی رح کی امامت کا حق قرار دیا ہے اگرچہ یہ وہ امامت نہیں۔ مگر وہ کہتے ہیں کہ اس سے قریش کا فضل اور تقدم ثابت ہوتا ہے اور ان آئمہ کی امامت بھی ایک قسم تقدم ہے پس قریشی احق ہوگا۔ قاضی عیاض رح اور نووی رح وغیرہ نے اس کا ذکر کیا ہے اور اس کی موید حدیث قدموا قریشاً بھی ہے کیونکہ اس میں ان کو مطلق مقدم کرنے کا ارشاد ہے اور اس میں یہ بھی ارشاد ہے کہ ان کو معلم بناؤ اور متعلم نہ بناؤ۔ فتح الباری میں قاضی عیاض رح وغیرہ سے نقل کیا ہے کہ امام کا قریشی ہونا شرط ہے۔ صحابہ رض اس پر متفق ہیں پھر کہا ہے کہ قائلین اجماع کو حضرت عمر رض کی روایت کی تاویل کرنی پڑے گی۔ حضرت عمر رض سے بسند جید روایت ہے۔

"اگر میری اجل آگئی اور ابوعبیدہ زندہ ہوئے تو ان کو خلیفہ بناؤں گا۔ اگر ابوعبیدہ زندہ نہ ہوئے تو معاذ بن جبل رض کو بناؤں گا۔"

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ صحابہ رض کا یہ متفقہ مسئلہ نہیں کیونکہ معاذ بن جبل رض انصاری ہیں نہ کہ قریشی۔ ہاں یہ ہو سکتا ہے کہ اجماع حضرت عمر رض کے بعد منعقد ہوا ہو۔ یا حضرت عمر رض کا اجتہاد بدل گیا ہو۔ حافظ ابن حجر رح نے یہ دونوں تاویلیں شک کے ساتھ ذکر کی ہیں جس کی وجہ یہ ہے کہ اجتہاد عمر رض کا بدلنا ثابت ہے نہ بعد اجماع ثابت ہے بلکہ اختلاف قدیم سے چلا آیا ہے تابعین رح کا اختلاف تو حافظ ابن حجر رح نے اس جگہ ذکر کیا ہے اور صحابہ رض کا اختلاف اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت ابوبکر رض کے ہاتھ پر بیعت ہونے کے وقت مہاجرین اور انصار کا آپس میں سخت اختلاف ہوا۔ انصار کہتے تھے۔ کہ ہم سے بھی ایک امیر ہونا چاہیئے۔ پھر سعد بن عبادہ انصاری کے سوا باقی حضرت ابوبکر رض کی بیعت پر متفق ہو گئے تو اگر حدیث الائمۃ من قریش کی وجہ سے متفق ہوئے ہیں تو حضرت عمر رض کا اجتہاد خلاف ہونا اس بات کی دلیل ہے کہ اس حدیث کا یہ معنی نہیں کہ قریشی ہونا شرط ہے بلکہ اس کا مطلب

افضلیت وغیرہ ہے۔ پس اس صورت میں انصار کا حضرت ابوبکرؓ کے ہاتھ پر بیعت کرنا صرف رفع نزاع اور افضل پر عمل کرنے کی غرض سے ہوا۔ اور اگر اس حدیث کی وجہ سے متفق نہیں ہوئے تو پھر حضرت ابوبکرؓ کی جلالت شان اتفاق کا باعث بنی اور اختلاف رائے ان کا بدستور رہا۔ خلاصہ یہ کہ سعد بن عبادہ نے تو بیعت ہی نہیں کی، اور جنہوں نے بیعت کی ان کی رائے کو بدلنے والی کوئی شے پیدا نہیں ہوئی افضلیت کی بنا پر یا رفع نزاع کی خاطر یا کسی کی جلالت شان کی وجہ سے بیعت کر لینا یہ رائے کے بدلنے کی دلیل نہیں پس یہ کہنا کیونکر درست ہوگا کہ سب صحابہؓ قریشی کی شرط ہونے پر متفق ہو گئے اس تفصیل سے معلوم ہوا کہ قریشی ہونے کی شرط پر کوئی شخص تسلی بخش دلیل نہیں دے سکتا۔ ہاں احتیاط اسی میں ہے کہ قریشی بنایا جائے تاکہ انسان شک وشبہ سے نکل جائے۔ رہی امامت مستقلہ کے لئے سیاست کی شرط تو یہ ضروری ہے اصل میں یہاں شرط کا لفظ بولنا ہی صحیح نہیں۔ (الّا مجازاً) کیونکہ استقلال کے معنی ہی باختیار کے ہیں جو حکومت کے زور سے اپنی بات منوا سکے۔ اپنے اختیارات نافذ کر سکے یہ نہ ہو کہ جس کی مرضی ہو مان لے۔ جس کی مرضی نہ ہو وہ عاق ہو جائے۔ جیسے ہندوستان میں گھر کوئی خلاف ہو جائے تو امیر کچھ نہیں کر سکتا۔ اگر کسی کو دس جوتے مار دے تو دعویٰ کر سکتا ہے بلکہ برادری کے ڈر سے تو شاید کوئی جوتے بھی برداشت کر لے۔ امیر کا ڈر تو برادری ایسا بھی نہیں اگر اسی کا نام حکومت مستقلہ ہے تو پھر تمام برادریوں میں سرپنچ اس سے زیادہ مستحق ہیں کیا خلفاء کی خلافت ایسی ہی تھی۔ پھر شیعہ نے کیا قصور کیا ہے وہ بے سیاست اماموں کے قائل ہیں۔

اور آپ کا یہ کہنا کہ خلافت نبوت کی فرع ہے یہ صحیح ہے مگر اس کے یہ معنی نہیں کہ نبوت خلافت کے بغیر نہ پائی جائے۔ مثلاً چھت دیوار کی فرع ہے تو کیا دیوار چھت کے بغیر نہیں پائی جاتی؟ یا دلالت التزامی اور تضمنی دلالت مطابقی کی فرع ہیں مگر یہ ضروری نہیں کہ دلالت مطابقی ان کے بغیر نہ پائی جائے۔ ٹھیک اسی طرح ثبوت خلافت کو سمجھ لینا چاہیے یہی وجہ ہے کہ نبی ایک ایک وقت میں کئی کئی ہو سکتے ہیں، امام مستقل ایک ہی ہونا چاہیے۔ قرآن مجید میں قصۂ طالوت بھی اس کا شاہد ہے۔ نبی کی موجودگی میں طالوت بادشاہ مقرر ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ شریف میں مہاجر مقرر ہونے سے پہلے امام مستقل نہ تھے۔ پھر ہو گئے اس پر کوئی اعتراض نہیں۔

عبد اللہ امرتسری مدیر ڈبی

سلطان، خلیفہ، امام، امیر

سوال: الفاظ سلطان، خلیفہ، امام، امیر مترادف ہیں، یا اصطلاح شریعت میں ان میں کچھ فرق ہے؟

جواب: سلطان، خلیفہ، امام جب مطلق استعمال ہوں تو عموماً اس سے امامت مستقلہ مراد ہوتی ہے اور امیر کا استعمال اکثر صغریٰ میں ہوتا ہے اور کبھی ایک دوسرے کے معنی میں بھی آتے ہیں جیسے ایمان، اسلام، کفر وغیرہ کا استعمال شریعت میں اسی طرح ہے امام کا استعمال امام نماز وغیرہ میں آیا ہے اور خلیفہ کا نام مطلق جانشین میں جیسے آیہ کریمہ ثُمَّ جَعَلْنَاكُمْ خَلَائِفَ فِي الْأَرْضِ مِنْ بَعْدِهِمْ لِنَنْظُرَ كَيْفَ تَعْمَلُونَ اور سلطان کا لفظ امامت کی حدیث وَلَا يَؤُمَّنَّ الرَّجُلُ الرَّجُلَ فِي سُلْطَانِهِ میں مطلق تصرف کے معنی میں آیا ہے اور امیر کا لفظ بکثرت امامت صغریٰ میں دیکھنا ہو تو کتب حدیث میں کتاب الامارت کو دیکھیں اور کبھی امامت مستقلہ میں استعمال کی مثال حدیث الامراء من قریش ملاحظہ ہو فتح الباری جزو ۲۹ کتاب الاحکام اور اسی حدیث کی وجہ سے امام بخاری رحمۃ نے بھی الامراء من القریش منعقد کیا ہے چونکہ یہ امام بخاری کی شرط پر نہ تھی اس لئے اس کو ترجمہ باب میں رکھ دیا۔

عبداللہ امرتسری روپڑی

امام کے بغیر زکوٰۃ کی ادائیگی

سوال: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور زمانہ خیر القرون میں سے کوئی ایسی نظیر پیش کریں کہ صدقہ فطر زکوٰۃ بغیر امام یا عامل امام کے خود بخود ادا کیا گیا ہو یا صریح دلیل جو بغیر امر امام کے زکوٰۃ ادا کرنے پر دلالت کرے ورنہ زکوٰۃ کے لئے امام کو ادا کرنا تعامل خیر القرون اور واقعہ ثعلبہ کافی دلیل ہے اور عاملوں کا مقرر ہونا اس کو مقتضی ہے۔ فقط

جواب: رسالہ المرشد والامام میں دو نظیریں پیش کی گئی ہیں۔ ایک وفد تجیب کا واقعہ دوم عمران بن حصین کا عمل۔ رہا عاملوں کا بھیجنا تو یہ شرط ہونے کی دلیل نہیں۔ بلکہ بہتر نظام کی صورت ہے اور جو زکوٰۃ نہ دیتا ہو۔ اس ذریعہ سے اس کا بھی پتہ لگ جاتا ہے۔ اور ثعلبہ زکوٰۃ کا منکر تھا۔ کیونکہ اس نے زکوٰۃ

کو جزیہ کہا اس لئے اس پر سختی ہوئی۔ ہاں اگر امام کہے کہ زکوٰۃ مجھے دو تاکہ میں تمہارے درمیان ایک نظام کے تحت یا جنگ وغیرہ میں خرچ کروں تو اس صورت میں امام کے سپرد کرنی واجب ہے کیونکہ امام کی اطاعت واجب ہے مگر یہ سارا سلسلہ مستقل امامت کا ہے ہندوستان میں اس کی بحث فضول ہے کیونکہ ہندوستان میں مستقل امام نہیں۔ یہ بھینس خریدنے سے پہلے چھاچھ کی نزاع ہے۔ خدا فضولیات سے بچائے اور اپنی مرضیات کی توفیق بخشے۔ آمین

عبداللہ امرتسری روپڑی

يَدُ اللهِ عَلَى الْجَمَاعَةِ

سوال۔ حدیث يَدُ اللهِ عَلَى الْجَمَاعَةِ میں لفظ يَدُ اللهِ جو وارد ہوا ہے اس کا کیا معنیٰ ہے؟

جواب۔ ید اللہ کے معنی اللہ کی رحمت کا ہاتھ ہے۔

عبداللہ امرتسری روپڑی

جماعت کا اطلاق

سوال۔ جو لوگ امام والی جماعت میں شامل نہیں ہوتے ان پر لفظ جماعت کا اطلاق صحیح ہو سکتا ہے؟

جواب۔ جماعت کا لفظ امامت کی طرح کئی معنوں میں مستعمل ہے جیسی امامت ہوگی ویسی جماعت۔

عبداللہ امرتسری روپڑی

امیر کا تقرر

سوال۔ مدینہ منورہ سے دور رہنے والے لوگ جو اسلام میں داخل ہوتے تھے ان پر آنحضرت علیہ السلام مقامی امیر مقرر فرماتے تھے یا بغیر سردار کے ان کو انفرادی حالت پر چھوڑ دیتے تھے؟

جواب۔ حدیث لَا بُدَّ لِلنَّاسِ مِنْ عَرِیْفٍ سے معلوم ہوتا ہے کہ مقامی امیر ضروری ہے

عبداللہ امرتسری روپڑی

امیر کا مجلس شوریٰ کے سامنے جوابدہ ہونا امیر اور مجلس کی الگ الگ حیثیت

سوال۔ کیا مسلمانوں کا امیر مجلس شوریٰ کے سامنے جوابدہ ہوتا ہے یا نہیں؟ امیر اور مجلس شوریٰ کی الگ الگ حیثیت و اختیارات بھی بتائیں۔

جواب۔ اگر بے انصافی کرے تو جوابدہ ہوتا ہے اور مجلس شوریٰ کی حیثیت صرف مشورہ کی ہوتی ہے مختلف آرائیں ہو جائیں تو فیصلہ امیر کرتا ہے خواہ قلت کی طرف کرے، یا کثرت کی طرف اور مجلس شوریٰ کے ممبر اہل حل و عقد ہوتے ہیں جس معاملہ میں مشورہ کرنا ہو اس معاملہ میں جو مہارت رکھتے ہوں ان سے امیر مشورہ لے تعداد کوئی مقرر نہیں چنانچہ حضرت عمرؓ نے ملک شام کو جانے کے موقع پر پہلے مہاجرین سے مشورہ لیا، پھر انصار سے مشورہ کیا۔ پھر دوسرے مہاجرین سے مشورہ لیا معاملہ یہ تھا کہ راستے میں خبر پہنچی کہ شام میں طاعون ہے اس حالت میں جانا چاہیئے یا واپس ہو جانا چاہیئے حضرت عمرؓ نے اسی پر فیصلہ دیدیا۔

عبداللہ امرتسری روپڑی

انتخاب مسنون کا مسنون طریقہ

سوال۔ انتخاب امیر کا مسنون طریقہ کیا ہے۔ یعنی امیر کا انتخاب کس طرح ہونا چاہیئے انتخاب صرف مجلس شوریٰ ہی کر سکتی ہے یا عمومی ووٹنگ اور پبلک کی رائے عامہ سے بھی امیر کا انتخاب ہو سکتا ہے۔

جواب۔ انتخاب مجلس شوریٰ کے ارکان حل و عقد ہی کرتے ہیں چنانچہ حضرت علیؓ کو جب باغیوں نے امیر بنانا چاہا، تو فرمایا یہ تمہارا کام نہیں بلکہ مہاجرین و انصار کا کام ہے جس کو وہ امیر بنائیں گے وہ امیر ہو گا۔ (تاریخ الخلفاء امام سیوطی) مجموعی ووٹنگ اور پبلک کی رائے عامہ کوئی چیز نہیں۔ موقعہ محل کے لحاظ سے جس طرح انتخاب ہو جائے کر لینا چاہیئے۔ جیسے ابوبکر صدیق کا انتخاب ہوا اس میں صرف حضرت عمرؓ کی ابتداء کرنے سے سلسلہ بیعت کا شروع ہو گیا، اور حضرت عمرؓ کو حضرت ابوبکرؓ صدیق نے امیر بنا دیا اور حضرت عمرؓ کے بعد عبدالرحمٰن بن عوف کے حوالہ کر دیا، عبدالرحمٰن بن عوف نے حضرت عثمانؓ کو انتخاب کیا۔ زیادہ تفصیل چاہیئے تو میری کتاب

متفرق علمی مسائل

سماع موتی اور مسئلہ وسیلہ

سوال :۔ کیا مردے سنتے ہیں۔ قبروں پر تلاوت کیا ان کا نامہ اعمال کھلا ہوا ہوتا ہے۔ کیا ان کو ثواب پہنچتا ہے۔ ان سے کہنا یا حضرت میرے لئے دعا کرو۔ کہ خدا میرا کام بنا دے جائز ہے نیز پیر کہتے ہیں وسیلہ ڈھونڈو۔ کیا قرآن اور رسول وسیلہ کے لئے کافی نہیں؟

جواب :۔ مردے نہیں سنتے۔ سننے کی بابت کوئی حدیث نہیں آئی خاص خاص موقعہ پر بعض روائیتیں آئی ہیں۔ جیسے جنگ بدر کے موقع پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کفار کی لاشیں کوئیں میں ڈال کر ان کو آواز دی، حضرت عمر رضہ نے کہا یا رسول اللہ آپ مردوں کو آواز دیتے ہیں؟ تو فرمایا تم ان سے زیادہ نہیں سنتے یہ آپ کا معجزہ تھا اسی طرح دفن کے وقت مردہ میں روح ڈالی جاتی ہے اس وقت سننے کی بھی حدیث آئی ہے عام طور پر سننے کی کوئی حدیث نہیں چنانچہ ہم نے رسالہ سماع موتی میں اس کی تفصیل کی ہے۔

مال صدقہ خیرات اور بعض دیگر اعمال کا ثواب ان کو پہنچتا ہے یہ بہت احادیث سے ثابت ہے اور ان کی قبر پر جا کر ان کی دعا کی درخواست کرنا یہ ثابت نہیں بلکہ اس کے خلاف حدیث میں آیا ہے بخاری وغیرہ میں ہے حضرت عمر رضہ کے زمانہ میں قحط سالی پڑ گئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر پر نہیں گئے بلکہ حضرت عباس رضہ کو دعا کے لئے آگے کیا اور کہا یا اللہ پہلے جب تیرا نبی ہم میں تھا۔ تو تیرے نبی کا وسیلہ پکڑتے تھے اب تیرا نبی نہیں تو تیرے نبی کے چچا کا وسیلہ پکڑتے ہیں اگر قبر پر جانا درست ہوتا یا فوت شدہ کا وسیلہ درست ہوتا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر پاس ہی تھی قبر پر جا کر دعا کی درخواست کرتے۔

قرآن اور رسول خدا تعالیٰ تک پہنچنے کا وسیلہ ہیں۔ دعا براہ راست مانگنی بہتر ہے زندہ بزرگ دنیا میں